فِن لینڈ کے مسلمان

مفتی جنید انور

فِن لینڈ شمالی یورپ میں واقع چھوٹا سا ملک ،مگر صنعتی اعتبار سے یہ انتہائی بڑا ہے،اس لئے کہ جدید ایجادات، سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں امریکہ کے بعد اِسی کا نمبر آتا ہے، فِن لینڈ کی ایک اور وجۂ شہرت یہاں پر موجود مشہور زمانہ کمپنی نوکیا Nokia کا ہیڈکوارٹر ہے، یہ وہی کمپنی ہے جو موبائل فون ٹیکنالوجی میں سرفہرست ہے۔

فِن لینڈ شمالی یورپ میں سویڈن اور روس کے درمیان واقع ہے۔اس کی سرحدیں بالٹک سمندر سے ملتی ہیں، شمال مغرب اور شمال میں ناروے، مشرق میں روس، جنوب میں بالٹک سمندر، مغرب میں خلیج بوتھنیا اور سویڈن ہیں۔اس کا کل رقبہ 337,030 مربع کلومیٹر ہے۔

صرف 8 فیصد رقبہ قابل زراعت ہے۔ معمولی رقبہ پر مستقل فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔ سبزہ زار اور چراگاہیں نہیں پائی جاتیں۔ 76 فیصد رقبہ پر جنگلات اور لکڑی پائی جاتی ہے۔ 16 فیصد متفرق رقبہ ہے جس میں شہری علاقے ہیں، یہاں کی نسلی آبادی میں فنش (فِن لینڈ کے رہائشی) سویڈش اور تاتاری شامل ہیں۔ مذہبی تقسیم کچھ اس طرح ہے: مسیحیت (مارٹن لوتھر کے پیروکار 89 فیصد، یونانی آرتھوڈکس، ایک فیصد، بے دین 9 فیصد اور ایک فیصد مسلمان اور یہودی شامل ہیں)۔

یہاں کی آبادی مکمل طور پر خواندہ ہے اور بولی جانے والی زبانوں میں سویڈش اور انگریزی کے علاوہ روسی زبان بھی شامل ہے۔ فِن لینڈ ۱۱۵۴ء سے ۱۸۰۹ء تک سلطنتِ سویڈن کا ایک حصہ رہا۔ ۱۸۰۹ء میں روس نے حملہ کر کے اس پر اپنی شہنشاہیت قائم کر لی۔ ۶ دسمبر ۱۹۱۷ء کو فِن لینڈ نے آزادی حاصل کر لی۔

فِن لینڈ میں مسلمانوں کی آمد انیسویں صدی میں شروع ہوئی جب مسلمان روس کے علاقے قازان سے سمور کے تاجر کی حیثیت سے آ کر یہاں آباد ہو گئے تھے۔ ۱۹۲۵ء تک مسلمانوں کی تعداد پانچ سو کے لگ بھگ ۱۹۵۵ء میں یہ تعداد بڑھ کر نو سو ہو گئی۔ ۱۹۷۳ء میں یہ تعداد نو سو چالیس کے ہندسے تک محدود تھی مگر اسی سال دوسرے ممالک سے مسلمان مزدوروں کے آنے کے باعث مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار تک پہنچ گئی۔ ان آنے والے مسلمانوں میں زیادہ تر

مراکشی عربوں کی تھی۔ ۱۹۹۹ء میں یہ تعداد پندرہ سے بیس ہزار کے درمیان تھی اور ۲۰۰۵ء میں یہ تعداد تقریباً 30,000 کے لگ بھگ تھی۔ مسلمانوں کی تعداد میں یہ اضافہ ۹۰ کی دہائی میں صومالیہ سے آنے والے مسلمانوں کی وجہ سے ہوا، دیگر ممالک سے آنے والے مسلمان بھی اس اضافے میں معاون ثابت ہوئے۔

۱۹۱۷ء میں ہی جب فن لینڈ نے آزادی حاصل کی تھی تو مسلمانوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسلام کو ایک دین کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے چنانچہ ۱۹۲۵ء میں حکومت نے مسلمانوں کے اس مطالبے کو تسلیم کرلیا۔ مسلمانوں میں سب سے زیادہ تعداد تاتار مسلمانوں کی ہے جو یہاں سب سے قدیم بھی ہیں۔ تاتار اپنے کلچر اور زبان کو اہمیت دیتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ فنش معاشرے میں بہتر مطابقت حاصل کرنے میں کامیاب ہیں۔

فن لینڈ میں رہنے والے تمام مسلمان پڑھے لکھے ہیں۔ اور ان کی اکثریت تاجروں، ڈاکٹروں، انجینئروں، وکیلوں اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ماہرین پر مشتمل ہے، بعض مسلمان دولت مند بھی ہیں، مگر اکثر متوسط طبقے میں شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ مسلمان یورپ میں سب سے زیادہ منظم مسلمان ہیں۔

فن لینڈ کے مسلمانوں نے اپنی پہلی تنظیم ۱۸۳۰ء میں جمعیت اسلامیہ کے نام سے قائم کی۔ یہ جمعیت اس زمانے میں روس میں مسلمانوں کی مذہبی نظامت کے تحت تھی جس کا مرکز اوفا میں تھا، اس کے بعد یہ جمعیت مؤتمر عالم اسلامی سے ملحق ہوگئی۔ مسلمانوں کی دوسری تنظیم ترکی سوسائٹی ہے جس کا میدان ثقافتی سرگرمیوں تک محدود ہے۔ نوجوانوں کی ایک تیسری تنظیم ''یولد'' کے نام سے قائم ہوئی جو کھیل اور اسپورٹس کی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہے۔

فن لینڈ میں مسجد کا باقاعدہ آغاز ۱۹۲۸ء میں ہوا جب دارالحکومت ہیلسنکی میں ایک اسلامی مرکز کا قیام عمل میں آیا جو جدید طرز کی چار منزلہ عمارت پر مشتمل ہے اس مرکز کی زمینی منزل پر کرائے کی دکانیں ہیں جن کی آمدنی سے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ بقیہ حصے مدرسہ، ہال، مسجد اور دفتر وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد آنے والے مسلمانوں نے ضرورت کے مطابق مساجد اور اسلامی مراکز قائم کئے، فن لینڈ میں مساجد کی تعداد 40 سے 50 کے درمیان ہے۔

1996ء میں مسلمانوں کے مختلف گروپس اور انجمنوں نے آپس میں اتحاد کیا اور فیڈریشن آف اسلامک آرگنائزیشن کے نام سے اس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ فن لینڈ میں موجود اکثر مساجد اور اسلامی مراکز کا اہتمام وانصرام اب یہی متحدہ تنظیم کرتی ہے۔ مسلمانوں کے 85 فیصد بچے بنیادی اسلامی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہ تعلیم مساجد اور اسلامی مراکز میں دی جاتی ہے۔ یہاں قرآن کریم آسانی سے دستیاب ہے اور فن لینڈ کی زبان میں اس کا عمدہ ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ جو 1995ء میں چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے، یہ ترجمہ فن لینڈ کے ایک عالم نے کیا ہے جو عربی زبان

وثقافت میں مہارت رکھتے ہیں۔دینی کتابیں بھی باآسانی دستیاب ہیں، شخصی قانون نافذ نہیں۔

یہاں کے رہنے والے 300 کے لگ بھگ فنش باشندے بھی اسلام قبول کر چکے ہیں، جن میں اکثریت خواتین کی ہے، جو مسلمان مردوں سے شادی کر چکی ہیں۔یہی بات دوسرے تناظر میں یہاں کے مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے اس لئے کہ فن لینڈ کے قانون کے مطابق اولاد ماں کے دین کو اختیار کرتی ہے، چنانچہ جو مسلمان غیر مسلم عورت سے شادی کر لیتا ہے اس کی اولاد غیر مسلم تصور کی جاتی ہے۔

ایک اور بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں کے مسلمانوں کا اسلامی دنیا سے رابطہ نہ ہونے کے برابر ہے، علماء بھی مطلوبہ تعداد سے کم ہیں اور دینی تعلیم بھی نہ ہونے کے برابر ہے لہٰذا قوی خطرہ ہے کہ یہ مسلمان فن لینڈ کے غیر مسلم معاشرے میں جذب ہو جائیں۔اس کی ایک بڑی وجہ مسلم ممالک کا افسوس ناک رویہ ہے کہ انہوں نے اپنی مشکل کے وقت فن لینڈ کے مسلمانوں سے مدد طلب کی اور انہوں نے کی بھی، مگر جب فنش مسلمانوں نے مسلمان ملکوں سے مدد اور تعاون طلب کیا تو بہت کم ردعمل سامنے آیا۔

ہیلسنکی اور تورکو میں مسلمانوں کے اپنے قبرستان ہیں جہاں کا نظم و نسق اچھے طریقے پر چلایا جاتا ہے۔ایک عرب محقق کے مطابق فن لینڈ کے تاتاری مسلمانوں کو تبلیغِ اسلام اور دعوت سے دلچسپی نہیں مگر انہوں نے اپنے مذہب کی حفاظت اچھے طریقے سے کی ہے۔

دوسرے ممالک کے مسلمان باشندے جو فن لینڈ میں رہتے ہیں خصوصاً صومالیہ کے تارکین وطن نسلی تعصب کا شکار ہیں، فنش افراد ان کو ملک بدر کرنے کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں، اس لئے کہ صومالیہ کے مسلمان تارکین وطن مذہب کے معاملے میں سخت ہیں اور ان کی اولادیں بھی بچپن سے اسلامی ثقافت کا مظاہرہ کرتے ہیں خصوصاً ان صومالیوں کی لڑکیاں اور خواتین بغیر اسکارف کے گھر سے باہر نہیں نکلتیں۔فنش باشندے اس بات کو بنیاد بنا کر کہ اس طرح یہ صومالین باشندے ان کے ماحول اور معاشرے میں اپنا اثر قائم کر رہے ہیں، ان کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں، مگر حکومت کی طرف سے تا حال ایسا کوئی اقدام سامنے نظر نہیں آیا۔

پچھلے سال ستمبر میں ہونے والے توہین رسالت کے واقعے میں بھی یہاں کے مسلمانوں نے پارلیمنٹ اور حکومتی اراکین کے سامنے اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا اور اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں سے سختی سے نمٹنے کا اعلان کیا۔

☆......☆......☆